ریٹائرڈ میجر۔ امیر افضل خان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فتوحات

اور

آپ کی خلافت کے زمانے کی چند جھلکیاں

حضرت عثمانؓ کے زمانے کے آخری دو سالوں میں جو فتنہ و فساد اٹھا اس کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کی خلافت کی فتوحات، کامیابیاں اور اسلام کے زرّیں زمانے کی کئی باتیں ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگئی ہیں بدقسمتی سے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانے کی بہت کم تحقیق کی گئی اور ہم خواہ مخواہ کئی غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے ناجائز طور پر آپ پہ یہ الزام لگایا کہ آپ کے زمانہ میں فتوحات بند ہوگئیں۔ کسی نے قرابت داری کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا۔ کسی نے یہاں تک کہہ دیا کہ کمزور تھے یا سختی نہ کرتے تھے وغیرہ۔ دراصل یہ تمام باتیں غلط ہیں۔ حضور پاکؐ کے تمام عظیم رفقاء سورہ فتح کے آخری رکوع کے مطابق اشد الکفار اور رُحما بینھم تھے۔ اور حضرت عثمانؓ نے ان دونوں خاصیتوں کا خوب تر مظاہرہ کیا۔ پوری تحقیق کرنے کے لئے تو ایک کتاب کی ضرورت ہے ہم یہاں پر اختصار سے چند پہلوؤں کا اجمالی خاکہ پیش کر رہے ہیں۔

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جتنی جنگیں ہوئیں اور ان میں فتح ہی فتح نے مسلمانوں کے قدم چومے۔ ایسے واقعات اتنی تعداد میں دنیا کے کسی حکمران کے زمانے میں نہیں ملتے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں آٹھ صحابہ کرام تو سپہ سالار اعظم رہے۔ جن کے ماتحت متعدد سپہ سالار تھے۔ یا لشکروں کے امیر تھے۔

مندرجہ ذیل سپہ سالارِ اعظم تھے جنہیں آج کل کے زمانے میں سپریم کمانڈر کہا جاتا ہے۔

جناب مغیرہ بن شعبہؓ۔ جناب ابوموسیٰ اشعریؓ۔ جناب ولید بن عقبہؓ۔ جناب سعید بن العاصؓ۔ جناب عبداللہ بن عامرؓ۔ جناب عمرو بن عاصؓ۔ جناب معاویہ بن ابوسفیان اور جناب عبداللہ بن ابی سرحؓ تھے۔

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جنگوں اور مہمات کے لئے جتنے سفر کئے گئے دنیا کے کسی حاکم کے زمانے میں ان سفروں کی مسافت اتنی نہیں بنتی جتنی اکیلے محمود غزنوی جنگی سفروں میں دنیا میں اول نمبر پہ آتے ہیں۔ دوسرے نمبر پہ امیر تیمور ہے۔ چنگیز خان اور نپولین تیسرے نمبر پہ آتے ہیں۔ اور سکندر یونانی چوتھے نمبر پہ۔ لیکن اگر کسی حاکم کے تمام لشکروں کے سفروں کا حساب کیا جائے تو اوسط یا زمانے کے لحاظ سے جناب صدیق اکبرؓ پہلے نمبر پہ آتے

ہیں کہ تقریباً سوا دو سال کے عرصہ میں ان کے لشکروں کے جنگی سفر تقریباً پچیس ہزار میل بنتے ہیں۔ لیکن اگر کسی حاکم کی حکومت کے زمانے میں تمام لشکروں کے جنگی سفروں کو شمار کیا جائے تو اس سلسلہ میں حضرت عثمانؓ اول نمبر پر آتے ہیں کہ آپ کے زمانے میں آپ کے لشکروں نے تقریباً پچاس ہزار میل کے سفر طے کئے۔

ان سفروں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ مصر اور افریقہ کے محاذ پر یہ جنگی سفر تقریباً دس سے بارہ ہزار میل بنتے ہیں۔ شام اور اناطولیہ کے محاذ پر سفروں کی مسافت کوئی تین ہزار میل کے قریب ہے۔ کوفہ کے محاذ پر کئی دفعہ جنگی سفر ہوئے اور آذربائیجان یا شام کے محاذ کے ساتھ رابطہ قائم کرنا پڑا۔ تو یہ سفر کوئی پندرہ ہزار میل کے قریب بنتے ہیں لیکن سب سے زیادہ سفر بصرہ کے محاذ پر ہوئے۔ ایک طرف یہ جنگی سفر فارس اور خوزستان سے آگے کلدان اور دریائے سندھ تک تھے۔ تو دوسری طرف خراسان، کابل، زابلستان اور دریائے جیحون تک جنگی سفر کئے گئے بلکہ آپ کے زمانے میں آپ کے لشکری مجاشع بن مسعودؓ۔ بنوں کے نزدیک رزمک اور میران شاہ تک آئے اور سارے بصرہ کے محاذ پر تمام لشکروں کے جنگی سفر تقریباً بیس ہزار میل بنتے ہیں۔

ایک اور چیز جس کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ عظیم صحابہ کرام کے بیٹے جناب عبداللہ بن عمرؓ یا عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ وغیرہ تو پہلے دو خلفائے راشدین کے زمانے سے جنگوں میں شرکت کر رہے تھے اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی جنگوں میں شرکت کی۔ لیکن حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ایک اور ثبوت ملتا ہے کہ صحابہ کرام کے بیٹے جیسے ہی جوان ہوتے تھے وہ جہاد میں شامل ہو جاتے تھے چناں چہ امام حسنؓ۔ امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیر جیسے نوجوان صحابہ ابن صحابہ نے ایک طرف افریقہ کے محاذ پر جہاد میں شرکت کی اور دوسری طرف بصرہ اور کوفہ کے محاذ پر بھی شرکت کی۔

چنانچہ پچھلے دنوں میراں شاہ کے نزدیک ایک کتبہ ملا جو بنو عباس کے زمانے میں اس علاقے کے ایک برمکی گورنر نے لگایا تھا۔ اس پر یہ الفاظ درج تھے کہ اسلام سے پہلے اس علاقے میں جو کافر حکمران تھا اس کے خلاف مسلمانوں کے جس لشکر نے کارروائی کی اس میں امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں نواسے رسولؐ بھی شریک تھے۔ ظاہر ہے کہ لشکر ان علاقوں میں حضرت عثمانؓ کے زمانے میں آیا جس کے سالار عبداللہ بن عامرؓ۔ احنف بن قیسؓ اور مجاشع بن مسعودؓ وغیرہ نوجوان صحابی تھے۔

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جتنی جنگیں ہوئیں اتنی شاید ہی کسی اور حاکم کے زمانے میں ہوئی ہوں۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ سب جنگوں میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ سب سے پہلے ہم مصر اور افریقہ کے محاذ کو لیتے ہیں۔ کہ وہاں پر منویل خصی سمندری فوج کی وجہ سے سکندریہ پر دوبارہ قابض تو ضرور ہو گیا۔ لیکن جب وہاں سے آگے عمرو بن عاصؓ نے نہ صرف رومی لشکر کو شکست فاش دی بلکہ کچھ دنوں کے بعد رومیوں کو سمندر میں پھینک دیا۔ اس کے بعد

عمرو بن عاصؓ موجودہ لیبیا میں برقہ کے مقام تک اور عقبہ بن نافعؓ نے سوڈان کے کئی مقام فتح کئے۔ ان مہمات کے خاتمہ کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے کئی مہینے سفر کر کے موجودہ تیونس کو فتح کیا۔ اور یہ فاصلہ مدینہ شریف سے کوئی تین ہزار میل کے قریب بنتا ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ طرابلس تک کے علاقے پہلے عمرو بن عاصؓ نے فتح کئے اور عبداللہ کو یہ علاقے دوبارہ فتح کرنے پڑے۔

یہاں پر ایک اور وضاحت بھی ضروری ہے۔ کہ ان فتوحات میں عبداللہ بن ابی سرح باقی امرائیں عبداللہ بن عمرؓ، بن عاصؓ۔ امام حسنؓ۔ امام حسینؓ۔ عبداللہ بن نافعؓ بن الحصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس شامل تھے۔ اور ان سب میں عبداللہ بن ابی سرح کو چھوڑ کر کوئی بھی حضرت عثمانؓ کا قریبی رشتہ دار نہ تھا۔ اس لئے حضرت عثمانؓ پر یہ الزام غلط طور پر لگایا جاتا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو امیر مقرر کرتے تھے۔ ہم ہر محاذ سے نام لکھ کر یہ ثابت کریں گے کہ امرا میں بہت کم لوگ حضرت عثمانؓ کے قریبی رشتہ دار تھے۔

شام کے محاذ پر امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ایک طرف قبرص کو فتح کیا تو دوسری طرف انطاکیہ اور آذربائیجان اور آرمینیہ کے کافی علاقوں کو فتح کیا۔ اور حضرت عثمانؓ کی ہی خلافت میں اہل روم کے ساتھ دو بحری جنگیں ہوئیں۔ جن میں سے ایک جنگ مصر کے ساحل کے نزدیک ہوئی۔ اور دوسری اناطولیہ کے ساحل کے نزدیک اور فناکس اور قبرص کے درمیانی سمندر میں۔ دونوں جنگوں میں رومیوں کو شکست ہوئی۔ اور بے شک حضرت عثمانؓ کے زمانے میں حضرت معاویہؓ اور حضرت عبداللہ بن سرح اسلام کے پہلے امیر البحر کہلانے کے حق دار ہیں۔

ویسے تو قریش میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار لاتعداد تھے اور اگر آپ کے سب رشتہ داروں کا ذکر کیا جائے تو ایک مضمون کی ضرورت ہے کہ یہ تعداد سینکڑوں میں تھی۔ بے شک آپ داماد رسولؐ ہونے کی وجہ سے حضور پاکؐ کے تمام رشتہ داروں کے رشتہ دار بن گئے تھے۔ لیکن آپ کی نانی بھی حضور پاکؐ کی سگی پھوپھی تھیں اور اس لحاظ سے حضور پاکؐ کے تمام خاندان کے آپ نسبی رشتہ دار تھے۔ پھر بنو امیہ یا بنو عبد الشمس کی تعداد بھی کافی تھی۔ اور آپ کے دادا یا پردادا کی اولاد بھی سینکڑوں میں تھی۔

امیر معاویہؓ کے والد ابو سفیانؓ اور حضرت عثمانؓ کے والد عفان کے چچا کے بیٹے تھے۔ اور ایسی رشتہ داری جناب عثمانؓ کی کئی لوگوں کے ساتھ تھی۔ اس لئے یہ کہنا کہ امیر معاویہؓ کو رشتہ داری کی وجہ سے حضرت عثمانؓ نے گورنر بنایا سراسر غلط ہے۔ ویسے بھی امیر معاویہؓ کو تو حضرت عمرؓ نے شام کا گورنر بنایا تھا اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں شام کے باقی امراء یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن خالدؓ۔ حضرت حبیب بن مسلمؓ حضرت عبداللہ بن قیس۔ حضرت سفیان بن عوف ازدیؓ حضرت عبادہ بن صامتؓ حضرت مقداد بن عمرؓ

حضرت شداد بن اوس رضؓ، حضرت علقمہ بن حکیم رضؓ اور حضرت ابو الدعور السلمیؓ وغیرہ میں سے کوئی بھی حضرت عثمان رضؓ کا قریبی رشتہ دار نہ تھا۔

کوفہ کے محاذ پر فتوحات کا کوئی حساب نہیں۔ اول تو شمالی علاقوں یعنی جھیل کیسپین کے علاقوں میں بغاوت ہوئی اور اسے فرو کرنا پڑا۔ پھر کوفہ کے گورنر جناب ولید بن عقبہ جہاد میں مشغول ہو گئے۔ اور نہ صرف آذربائیجان کے وسیع علاقے فتح کئے بلکہ ان کے ایک امیر حضرت سلمان بن ربیعہ رضؓ نے آرمینیہ کے کئی علاقے فتح کئے اور شام کی فوجوں کی مدد کی۔ بعد میں جب کوفہ کے گورنری حضرت سعید بن العاص کو ملی تو آپ نے جرجان اور خراسان کے کئی علاقے فتح کئے۔ اور بصرہ کے عامل حضرت عبداللہ بن عامر کے بائیں بازو کی حفاظت کا کام بھی کیا۔ بے شک جناب ولید بن عقبہ رضؓ حضرت عثمان رضؓ کے اخیانی بھائی تھے اور سعید بن العاص بنو امیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن ان علاقوں کے چھوٹے عاملوں میں سے کوئی بھی حضرت عثمان رضؓ کا رشتہ دار نہ تھا۔ اس کی تفصیل کچھ اس قسم کی ہے

آذربائیجان میں رشعت بن قیسؓ۔ اصفہان میں سائب بن اقرع۔ رحاہ میں مالد بن صبیب یربوعی۔ موصل میں حکیم بن سلامہ رضؓ۔ قرقیسیا میں جریر بن عبداللہ۔ باب میں سلمان بن ربیعہ اور حلوان میں عتبہ بن النہاس۔

بصرہ کے محاذ پر بہت زیادہ فتوحات ہوئیں۔ ان میں سے کچھ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے زمانے میں ہوئیں اور کچھ حضرت عبداللہ بن عامر کی گورنری میں۔ ایک طرف دریائے سندھ تک حکمران کے علاقے، دوسری طرف قندھار اور زربداں تک کے علاقے۔ بلکہ کابل اور زبلستان اسی زمانے میں فتح ہوئے۔ جن لوگوں نے ان فتوحات میں لشکروں کی کمانڈ کی۔ ان میں ہرم بن عیان رضؓ۔ احنف بن قیس۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ۔ مجاشع بن مسعود رضؓ۔ خالد بن عبداللہ امیر بن احمر۔ عمیر بن عثمان رضؓ۔ قیس بن ہبیرہ۔ صبیب بن قرہ اور قیس بن ہثیم تھے۔ ان سب میں عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ حضرت عثمان رضؓ کے رشتہ دار تھے۔ لیکن یہ صاحبان حضرت علی رضؓ اور خود حضور پاکؐ کے بھی اتنے ہی رشتہ دار تھے کہ عامر، حضور پاکؐ کی پھوپھی کا بیٹا تھا۔ اور عبدالرحمٰن بھی دور کا رشتہ دار تھا۔

قبیلہ قریش میں باہم رشتہ داریاں بہت زیادہ تھیں اور یہ کہنا کہ کون کس کا رشتہ دار تھا یا نہ تھا مشکل ہے لیکن یہ تمام رشتے اسلام کے بعد ثانوی حیثیت اختیار کر گئے۔ اسلام میں رشتہ حب للہ اور بغض للہ کے تحت ہوتا ہے اور اس کا عملی نمونہ جنگ بدر میں دیا گیا جس کی تفصیل کسی اور مضمون میں بتائی جائے گی۔ فی الحال ہم یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف یہ الزام کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو امیر بناتے تھے سراسر غلط ہے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے پہلے آٹھ یا دس سال اسلام کی تاریخ کا زریں دور ہے۔ اور آخری چند سالوں میں جو فتنہ اٹھ کھڑا ہوا اس میں مقصد تو چند تھے۔ انہوں نے لوگوں کی نادانی سے فائدہ اٹھایا اور سازش کے ذریعہ سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اور ان کو ایسی آزادیٔ فکر کی طرف مائل کر دیا جو شیطنیت کی پیداوار تھی۔ اور لوگ "افلاطون" بن گئے۔

حضرت عثمانؓ تلوار کے زور سے ایسے فتنہ کو ایک دن میں ختم کر سکتے تھے اور صرف چند سو مفسدین کو قتل کرنا پڑتا۔ لیکن آپ کو حضور پاکؐ آنے والے واقعات سے آگاہ فرما گئے تھے۔ اور آپ نے تلوار اس لئے استعمال نہ کی کہ آیندہ کے حکمران آپ کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے ہر جائز یا ناجائز معاملہ میں اپنی حکمرانی کے لئے تلوار استعمال نہ کرتے رہیں۔ جب مفسدین مدینہ شریف میں مظلوم شکل بنا کر داخل ہو گئے۔ تو اس وقت بھی مدینہ شریف میں ہزاروں لوگ حضرت عثمانؓ کے ہمدرد تھے۔ اور مفسدین کی تعداد ایک ہزار سے بھی کم تھی۔ اگر حضرت عثمانؓ اجازت دے دیتے تو تمام مفسدین کو ختم کیا جا سکتا تھا۔ لیکن آپ مدینۃ النبیؐ میں کوئی ایسی خانہ جنگی والی راہ کی مثال نہ قائم کرنا چاہتے تھے۔

دراصل مفسدین نے آپ کے گھر کا محاصرہ نہیں کیا ہوا تھا بلکہ آج کل زبان کے مطابق "گھیراؤ" کیا ہوا تھا اور آپ کی شہادت ایک حادثہ تھی جس میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ چند مفسدین کس طرح قوم کو گمراہ کر سکتے ہیں اور آگے قوم کے مرکز کو اس طرح پاش پاش کر سکتے ہیں جس طرح حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت ہوا۔ وہاں پر حضرت علیؓ جیسی شخصیت موجود تھی۔ جنہوں نے اسلام کے مرکز کو سہارا دے دیا۔ لیکن آگے جو کچھ ہوا وہ قوم کو معلوم ہے۔ بہر حال حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے جن مشکل حالات میں قوم کے مرکز کو سہارا دیا، وہ کام صرف وہ عظیم ہستیاں ہی کر سکتی تھیں لیکن افسوس کہ اس زمانے کا ایک کالم نویس اور خود ساختہ مولانا نے دونوں عظیم صحابہ کی بے ادبی کی ہے کہ وہ حالات کا سنبھالا نہ دے سکے۔

البتہ ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ آج پھر غلام کذاب قادیانی کے پیرو یا لارڈ میکالے کے شاگرد خاص سر سید کے پیرو ہماری قوم کے اندر وہی فتنہ برپا کئے ہوئے ہیں جیسے عبداللہ بن سبا نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے زمانے میں کیا۔ ماہنامہ الحق مبارک کا مستحق ہے کہ وہ اس فتنہ سے پردے اٹھاتا رہتا ہے +

افغانستان پر روسی جارحیت اور موتمر المصنفین کی اہم پیشکش
روسی الحاد
پس منظر و پیش منظر
اہم ابواب کی ایک جھلک
آج ہی طلب فرمائیے

صاف اور صحت بخش خون ہی
انسان کی اچھی صحت کا ضامن ہوتا ہے۔

خون میں فاسد مادّوں کی پیدائش سے پھوڑے پھنسیاں،
خارش، دانے اور مہاسے وغیرہ جسم پر نمودار ہونے لگتے ہیں۔
ہمدرد کی صافی خون کو صاف اور صحت مند رکھتی ہے۔

صافی کا باقاعدہ استعمال جِلدی بیماریوں
سے محفوظ رہنے اور خون کی صفائی کا مفید ذریعہ ہے۔

جڑی بوٹیوں سے
تیار شدہ

صافی

سے خون بھی صاف
جِلد بھی صاف

ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں

آوازِ اخلاق
بدزبانی ذہن کا سرطان ہے

ADARTS HSF-1/82